بسم اللہ الرحمن الرحیم

متن قرآن کا ہے ایک مگر
احمد رضا نے ترجمہ بدلہ

# نرالا مجدد

حصہ اول

یعنی احمد رضا خاں بریلوی تحریف قرآن کے آئینے میں

بتقاریظ

حضرت مولانا اعجاز احمد صاحب اعظمی رحمۃ اللہ علیہ
حضرت مولانا محمد ابو بکر صاحب غازی پوری رحمۃ اللہ علیہ

تالیف

مولانا محمد اسرائیل صاحب قاسمی
(استاد مدرسہ مرقاۃ العلوم (مئو)

مکتبۃ الاظہر
کریم الدین پور، گھوسی، ضلع مئو

وَحَبِطَ مَا صَنَعُوا فِيهَا وَبٰطِلٌ مَّا كَانُوا يَعْمَلُونَ سورہ ہود ع۲

اور انھوں نے اس میں جو کچھ کیا تھا وہ ناکارہ ہوا اور جو کچھ کر رہے ہیں
وہ اب بھی بے اثر ہے

مجرم کو نہ شرماؤ احباب کفن ڈھک دو    منہ کھول کے کیا ہوگا پردے میں بھلائی ہے
(احمد رضا)

آئیں وہ ذوق نگاہی کا ہے جنکو دعویٰ    آئینہ انکو دکھاؤں تو پشیماں ہونگے
(افسوس حیا ہی نہیں)

# نرالا مجدد

(حصہ اوّل)

از


مولانا محمد اسرائیل قاسمی اعظمی مرقاۃ العلوم مئوناتھ بھنجن



ناشر
مکتبۃ الاظہر۔ کریم الدین پور۔ گھوسی۔ مئو

# تصریحات


| | |
|---|---|
| نام کتاب | نرالا مجدد |
| نام مؤلف | (مولانا) محمد اسرائیل قاسمی اعظمی |
| طبع اول | ۱۴۱۷ھ تعداد ایک ہزار، سرفراز آفسیٹ پریس، مئو |
| طبع دوم | ۱۴۱۸ھ تعداد ایک ہزار، پروانچل آفسیٹ پریس، مئو |
| طبع سوم | ۱۴۱۹ھ تعداد گیارہ سو، شیروانی آفسیٹ پریس دلی گلی قاسم جان |
| طبع چہارم | ۱۴۲۲ھ تعداد گیارہ سو، // // // |
| طبع پنجم | ۱۴۲۸ھ تعداد گیارہ سو، // // // |
| طبع ششم | ۱۴۳۶ھ تعداد گیارہ سو، // // // |
| کتابت | شمس الحسن محلہ کوٹ ادری |
| قیمت | ۵۰/= |
| ناشر | مکتبۃ الاظہر، کریم الدین پور، گھوسی مئو |

# فہرست مضامین


| عنوان | صفحہ |
|---|---|
| مقدمہ طبع چہارم | ۴ |
| تقریظ۔ نمونۂ سلف حضرت مولانا اعجاز احمد صاحب اعظمی مدظلہ شیخ الحدیث مدرسہ شیخ الاسلام شیخوپور اعظم گڑھ | ۵ |
| تقریظ۔ ترجمان حنفیت حضرت مولانا محمد ابوبکر صاحب غازی پوری مدظلہ | ۸ |
| سخنہائے گفتنی | ۱۱ |
| ترجمہ لفظی یا تحریفی | ۲۲ |
| "بسم اللہ" شریف کا ترجمہ یا اسکی اصلاح | ۴۰ |
| "ایاک نعبد وایاک نستعین" کا ترجمہ | ۴۲ |
| "اھدنا الصراط المستقیم" کا ترجمہ | ۴۴ |
| "ووجدک ضالاً" کا ترجمہ | ۴۶ |
| "انا فتحنا لک فتحا مبینا" کا ترجمہ | ۵۱ |
| "لا اقسم بھذا البلد" کا ترجمہ | ۵۸ |
| لفظ "میاں" | ۶۱ |
| لفظ "عتاب" | ۶۳ |
| خانصاحب نے رسول ﷺ کی توہین کی | ۶۴ |
| خانصاحب کی نرالی عربی دانی اور انکے مجددانہ ترجموں کے چند اچھوتے نمونے | ۶۶ |
| بقول رضاخانیوں کے "بسم اللہ" کے ترجمہ میں احمد رضا خاں غلط کار | ۶۹ |
| رضاخانیوں کے نزدیک بھی احمد رضا خاں (گمراہ) ہوکر مرے | ۷۰ |
| بقول رضاخانیوں کے احمد رضا نے یاایھا النبی کا ترجمہ نامکمل کیا۔ | ۷۲ |
| فقہ حنفی سے بغاوت یا جہالت | ۷۷ |
| کچھ اور حقائق | ۷۸ |

# مقدمہ

## (طبع چہارم)

ناظرین کرام! یہ کتاب (نزالامجدد) حصہ اول۔ جو مفتی شریف الحق نعا گھوسوی کی کتاب (علماء دیوبند علماء اسلام کی نظر میں) کے جواب میں آج سے ساڑھے چار سال پہلے لکھی گئی تھی، ابتک لاجواب ہے۔

خود مفتی شریف الحق صاحب جو نام نہاد شارح بخاری شریف ہونے کی بنیاد پر بمبئی میں اپنے کو چاندی سے تلوا گئے، باوجود مطالبہ کے جواب لکھنے کی ہمت نہ کر سکے اور اس دنیائے فانی سے رخصت ہو گئے۔

بفضلہ تعالیٰ یہ کتاب جہاں عوام میں انتہائی مقبول ہوئی وہاں خواص نے بھی اس کو بے حد پسند فرمایا۔ اس قلیل عرصہ میں اس کتاب کے تین ایڈیشن ختم ہو گئے۔ اور اب چوتھا ایڈیشن آپ کے ہاتھوں میں ہے۔

جس میں بعض احباب کی خواہش اور ان کے اصرار پر مزید کچھ اور مزید اور دلچسپ باتوں کا اضافہ بھی ہے۔ اور ساتھ ہی وقت کے دو موقر اور جید علماء کرام کی شاندار تقاریظ بھی۔

(۱) نمونۂ سلف حضرت مولانا اعجاز احمد صاحب اعظمی مدظلہ، شیخ الحدیث (مدرسہ شیخ الاسلام) شیخوپور۔ اعظم گڈھ (ایڈیٹر سہ ماہی مجلہ المآثر) مرقاۃ العلوم مئو یوپی

(۲) ترجمان حنفیت حضرت مولانا محمد ابوبکر صاحب غازیپوری۔ ایڈیٹر دو ماہی مجلہ (زمزم)

احقر محمد اسمٰعیل قاسمی خادم التدریس مدرسہ مرقاۃ العلوم مئو

۲۲ر جمادی الاولیٰ ۱۴۲۲ھ بروز دو شنبہ

# تقریظ۔ نمونۂ سلف حضرت مولانا اعجاز احمد صاحب اعظمی ظلہ شیخ الحدیث

مدرسہ شیخ الاسلام شیخوپور۔ اعظم گڈھ۔ یوپی۔ و مدیر۔ سہ ماہی مجلہ (المآثر) مرقاۃ العلوم مئو

بسم اللہ الرحمن الرحیم

## "بدعت"

**ہر وہ عقیدہ اور قول و عمل ہے جس کو دین سمجھ کر اختیار کیا جائے جبکہ وہ دین نہ ہو**

حق تعالیٰ کا ارشاد ہے: اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ۔ آج میں نے تمہارا دین تمہارے لئے مکمل کر دیا، اور اپنا احسان تم پر تمام کر دیا۔ اب اس کامل اور مکمل دین میں کسی اضافہ اور کسی کمی کی گنجائش نہیں ہے، اللہ نے ایک حصار قائم فرما دیا ہے، اب نہ اس میں سے کوئی چیز خارج ہو سکتی، یعنی دین کی کوئی بات بعد میں دین نہ رہے، ایسا نہیں ہو سکتا، اور نہ اس میں کوئی چیز باہر سے داخل کی جا سکتی یعنی جو بات دین نہیں ہے، اسے دین بنا کر اس میں اضافہ کر دیا جائے، اس کی گنجائش نہیں ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کل ما لیس علیہ امرنا فھو رد۔ ہر وہ بات جس پر ہمارا امر نہیں ہے، وہ رد ہے اور فرمایا کہ کل محدثۃ بدعۃ وکل بدعۃ ضلالۃ۔ دین میں ہر نئی بات بدعت ہے، اور ہر بدعت گمراہی ہے۔

دین کی ہر ایک بات مدون اور مکمل ہے، اس کے لئے خاص دلائل ہیں۔ ان دلائل کے درجات ہیں۔ قرآن، سنت، اجماع اور قیاس یہ چار دلائل ہیں، جن سے کسی بھی دینی حکم کا ثبوت یا ظہور ہوتا ہے۔ اور جو بات ان میں سے کسی دلیل سے ثابت اور ظاہر نہ ہو، وہ بدعت ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ان ارشادات نے دین کے حصار کو مضبوط کر دیا ہے۔ دین اور غیر دین کو بالکل واضح اور ممتاز کر دیا ہے، دینی امور سب معروف اور معلوم ہیں، اور بدعات نہ مدون ہیں، اور نہ ہر جگہ معروف و معلوم ہیں، اضافہ کرنے والوں نے کہیں کچھ اضافہ کیا اور کہیں کچھ اضافہ کیا، ایک جگہ کی بدعت دوسری جگہ نامعلوم ہے، اور ایک دور کی بدعت دوسرے

Scanned by CamScanner

دور میں اجنبی ہے، اور سنت نہ کہیں اجنبی ہے، اور نہ کسی دور میں نامعلوم رہی ہے، بدعات بدلتی رہتی ہیں، سنتیں لازوال ہیں، ہندوستان کا مسلمان مصر کی بدعتوں سے نا آشنا ہے، اور مصر کی بدعتیں ہندوستان میں نامانوس ہیں۔ بدعات ہنگامی ہوتی ہیں، خواہ وہ کتنی عمر پاتی ہیں اور کسی خاص خطے میں محدود ہوتی ہیں، خواہ ان کا دائرہ کتنا ہی پھیلا ہوا دکھائی دے، بدعت کیلئے قرآن و سنت اور اجماع و قیاس کی کوئی دلیل نہیں پیش کی جا سکتی، بجز اس کے کہ دلیل کے نام پر بے دلیل باتیں پیش کی جائیں۔

لیکن ہندوستان میں ایک ایسا شخص پیدا ہوا، جس نے ایک خاص ضد میں آکر طے کر لیا کہ بدعات کو مدون اور مدلل کرنا ہے۔ یہ شخصیت بریلی کے ایک ذہین مگر خود پرست مولوی احمد رضا خاں کی تھی، انھوں نے عقیدے کی ہر بدعت کو مدون بھی کیا اور قرآن و حدیث سے ان کے مدلل ہونے کا مغالطہ بھی دیا۔ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے علم غیب کا عقیدہ، حاضر و ناظر ہونے کا عقیدہ، کلی صاحب اختیار ہونے کا عقیدہ وغیرہ۔ یہ امور نہ مدون تھے، نہ مدلل تھے۔ خاں صاحب نے انھیں مرتب کیا، عقائد میں داخل کیا، اور ہر ایک کے لئے دلیل فراہم کرنے کا دعویٰ کیا، حالانکہ عقائد اسلام میں وہ سب قطعی نئی باتیں ہیں، اسی طرح بہت سے اعمال و اقوال جو صراحۃً بدعت ہیں انھیں خود ساختہ دلائل سے ملمع کر کے دلیل بنانے کی کوشش کی۔ خاں صاحب کا کمال یہی ہے کہ انھوں نے منتشر اور مقامی یا ہنگامی بدعات کو فرضی دلائل کے چور دروازوں سے اسلام میں داخل کرنے کا نیا عمل جاری کیا ہے، اور اسی بنیاد پر اہل بدعت کو سمیٹ کر ایک مسلک بنایا۔ اور اہل حق کے خلاف اتنے جذباتی نعرے لگائے کہ جو اہل بدعت تھے وہ اہل سنت ہونے کے مدعی بن گئے، اور جو اہلسنت اور اہل حق تھے ان پر کفر و الحاد کے فتووں کی یلغار ہوگئی۔ چور کوتوال ہوگیا۔ اور کوتوال اپنی صفائی دینے پر مجبور ہوگیا۔

خاں صاحب نے اپنے مسلک کی ترویج و اشاعت کیلئے فتوؤں کا انبار لگا دیا۔ اپنے شاگردوں کی ٹیم تیار کی، اور اس کیلئے قرآن پاک کا ایک ایسا ترجمہ بھی تحریر کیا۔ جو قرآن کریم کی آیات کو ان کے مسلک کے مطابق کر سکے۔ خاں صاحب اسی ترجمے میں اس مصرعے کے مصداق نظر آتے ہیں۔

خود بدلتے نہیں قرآں کو بدل دیتے ہیں

اس ترجمہ کو علماء اسلام نے قبول نہیں کیا۔ اس کے مقابلے میں اہل حق کے ترجمے مقبول ہوئے۔ تو بریلوی مولویوں نے اس ترجمے کے مناقب و محاسن پر مضامین اور کتابیں لکھیں، مگر باطل کا نقش کبھی جمتا نہیں۔ علماء اہل حق نے حقیقت کھول کر رکھدی، اسی سلسلے کی ایک کڑی پیش نظر رسالہ۔ نرالا مجدد، بھی ہے۔ اس میں مولانا محمد اسمٰعیل صاحب قاسمی نے خاں صاحب کے ترجمے کا تعاقب کیا ہے۔ اور لطف یہ ہے کہ یہ تعاقب خاں صاحب کے والد گرامی مولانا نقی علی خاں کی تحریرات کی روشنی میں کیا ہے۔ ایک دلچسپ کتاب ہے جس سے خاں صاحب کے مبلغ علم کی حقیقت کھلتی ہے، لب ولہجہ اس کتاب کا ذرا سخت ہے، مگر جس قوم سے مولانا کا سابقہ ہے، وہ اس سے کم لب ولہجہ کو اپنی توہین سمجھتی ہے، بہار کے ایک خاص علاقے میں ایک پہاڑی قوم سنتھالیوں کی رہتی ہے، ان کا سر تیز استرے سے مونڈا جائے اور سر میں کہیں زخم نہ ہو تو وہ اس پر ناراض ہوتی ہے، اور سر مونڈنے والے کو گالیاں دیتی ہے، البتہ بے چھرے سے تواضع کی جائے تو خوش ہوتی ہے۔ یہی حال بریلوی قوم کا ہے، اگر اسے نرم ونازک الفاظ سے سمجھایا جائے تو طیش میں آجاتی ہے۔ اور اگر سخت اور گرم الفاظ سے تواضع کیا جائے، تو خوش ہوتی ہے۔ تو مولانا نے وہی اسلوب اختیار کیا ہے، جس سے اس کے دماغ کے دریچے کھلیں۔ اللہ تعالیٰ اس قوم کو سمجھ عطا فرمائیں۔

اس قوم کے عقائد و اعمال قادیانی اور شیعوں کی طرح بالکل ہی ناقابل قبول ہیں، مگر اللہ کا قہر ہے کہ اس کو حق، باطل محسوس ہوتا ہے اور باطل حق نظر آتا ہے۔ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے ایک دعا منقول ہے۔ بریلویوں اور قادیانیوں اور شیعوں کے عقائد و اعمال کے دیکھنے کے بعد اس دعا کی معنویت اور اہمیت منکشف ہوتی ہے انھوں نے دعا کی ہے۔

اللّٰھم ارنا الحق حقا وارزقنا اتباعہ وارنا الباطل باطلا وارزقنا اجتنابہ

اے اللہ ہم کو حق کو حق ہی دکھائیے، اور اس کی پیروی کی توفیق عطا فرمائیے، اور جو باطل ہے اسے باطل دکھائیے۔ اور اس سے بچنے کی توفیق نصیب فرمائیے۔

کاش کہ بریلوی فرقہ کے لوگ خلوص دل کے ساتھ یہ دعا کرتے، شاید اللہ تعالیٰ ان پر رحم فرما کر حقیقت واضح فرما دیتے۔

اعجاز احمد اعظمی

۶ ربیع الاول ۱۴۲۲ھ

# تقریظ

## ترجمانِ حنفیت حضرت مولانا محمد ابوبکر صاحب غازیپوری

### مدیر دوماہی مجلہ (زمزم)

ہندوستان کی سرزمین پر جب برطانوی استعمار نے اپنا منحوس قدم رکھا تو اس کا بڑا مقصد اپنے سیاسی اقتدار کو مضبوط کرنا اور ہندوستان کے باشندوں کو عیسائیت کے پرچم تلے لے آنا تھا، چنانچہ انگریزوں نے شروع ہی سے ایسی پالیسی اختیار کی تھی کہ برطانوی استعمار کے یہ دونوں مقاصد پورے ہوں۔

اورنگ زیب کا عہد حکومت ختم ہونے کے بعد ہندوستان میں مغل اقتدار آہستہ آہستہ زوال پذیر ہوتا رہا، اور اسی رفتار سے انگریزوں کا قدم بھی جمتا رہا، تا آنکہ ایک ایسا وقت آیا کہ پورے ہندوستان پر انگریزوں کا قبضہ ہوگیا۔

مسلمانوں کے ہاتھ سے یہ اقتدار چھینا گیا تھا اس لئے قدرتی طور پر مسلمانوں کا صدمہ دوسرے باشندگان ہند کے مقابل دوچند تھا اور یہی وجہ تھی کہ مسلمانوں کی انگریزوں کے ساتھ معرکہ آرائی مسلمانوں کے ہاتھ سے اقتدار نکلنے کے بعد سے ہندوستان میں انگریزوں کے وجود تک مسلسل رہی ہے۔

علمائے دیوبند کے اکابر و مشائخ انگریزوں سے برسرپیکار رہے، جس کی شہادت شاملی کا میدان دیتا ہے، اور پھر ان مشائخ و اکابر کا جذبہ جہاد دیوبند کے علماء و فضلاء میں بھی منتقل ہوا، اور علمائے دیوبند نے انگریزوں کے خلاف جو معرکہ قلم وسنان قائم کیا وہ تاریخ کے انمٹ نقوش ہیں۔

انگریز بھی یہ محسوس کر رہا تھا کہ اس کا اصل دشمن کون ہے، چنانچہ مسلمانوں کی طاقت میں انتشار پیدا کرنے کے لئے انگریزوں کی مختلف تدبیریں تھیں، انھیں میں اس کی

Scanned by CamScanner

ایک تدبیر لڑاؤ اور حکومت کرو، کی پالیسی تھی۔ چنانچہ انگریزوں نے اس کام کے لئے ہندوستان کے کچھ ضمیر فروش سلمانوں میں سے اپنے دست وبازو پیدا کیے، ان میں ایک صاحب احمد رضا خاں بریلوی بھی تھے، ان کا انگریزوں کے ساتھ خفیہ معاملہ طشت از بام ہو چکا ہے، اور وہ خط وکتابت بھی شائع ہو چکی ہے جو انگریزوں کے ساتھ انکی رہا کرتی تھی۔

ان خاں صاحب نے انگریزوں کے ساتھ عہد وفاداری نباہنے کے لیئے ان مسلمان مجاہدین پر کفر وشرک کے گولے برسانے شروع کر دیئے جو انگریزوں سے برسر پیکار تھے۔ تحریک شہیدین کے مجاہدین اور علمائے دیوبند کو بطور خاص انھوں نے نشانہ بنایا، اور پھر جو ان کا نشہ تکفیر وتشریک آگے بڑھا تو اپنے خاص نذر ونیازی، عرسی وقبوری، چادری و دیگی فرقہ کے علاوہ تمام مسلمانان عالم کو کافر ومشرک بنا کر کے دم لیا۔

اس طرح خاں صاحب کی کوشش اور انگریزوں کی پشت پناہی سے ایک مستقل فرقہ، بریلوی فرقہ، کے نام سے وجود میں آیا، اسی کو رضا خانی فرقہ بھی کہتے ہیں، اس فرقہ کے تمرد وطغیان کی آندھی وطوفان کا مقابلہ علمائے دیوبند نے اس طرح پر کیا کہ علمی دنیا میں اس کی کوئی حیثیت باقی نہیں رہی اور عام طور پر جاہلوں اور عوام میں سے دین سے دور لوگوں ہی میں اس فرقہ کا اثر باقی رہا، عام طور پر اس فرقہ کے علماء بھی کتاب وسنت کے علم سے بیگانہ ہوتے ہیں، ان کا دن رات کا مشغلہ علماء حق کے لیے سب وشتم اور جاہلوں کو بدعات وخرافات میں لگا کر کے اپنا الو سیدھا کرنا ہوتا ہے۔

حق تو یہ ہے کہ بریلوی فرقہ اور اس کے علماء اس لائق نہیں ہیں کہ ان کو منہ لگایا جائے اس لئے کہ جن کے نزدیک دلائل کتاب وسنت اور اسلاف کے اقوال واعمال کے بجائے محض آباء واجداد کی پیروی ہو ان سے کوئی کیا الجھے اور ان پر اپنا وقت کیوں ضائع کرے۔ چنانچہ ہمارے بہت سے علماء کا اس فرقہ کے بارے میں اب یہی نظریہ ہے کہ ان کی خدمت کرنا وقت کا ضیاع ہے اور ایک لایعنی مشغلہ ہے۔

مگر اس کے ساتھ ساتھ یہ بھی حقیقت ہے کہ شتر کو بے مہار چھوڑ دیا جائے تو اس کی سرکشی میں مزید اضافہ ہو جاتا ہے اس لئے ضرورت ہے کہ شتر کو بالکل بے مہار نہ چھوڑا جائے

اور اس پر کسی نہ کسی حد تک قابو رکھنے کی کوشش کی جائے۔

مولانا محمد اسرائیل صاحب ندوی گھوسوی مدظلہ، استاذ مدرسہ مرقاۃ العلوم مئو موجودہ وقت کے ان چند گنے چنے لوگوں میں سے ایک ہیں جن کا بریلویت کے سلسلہ میں مطالعہ بہت وسیع ہے۔ اور بریلویت کے راز دروں سے وہ خوب واقف ہیں، ان کے دیار کے بریلوی علماء سے ان کا تحریری مناظرہ جاری رہتا ہے، بریلویت کے سلسلہ میں ان کے کئی وقیع رسالے شائع ہو کر عوام میں مقبول ہو چکے ہیں۔

زیر نظر رسالہ بھی ان کا بڑا مقبول رسالہ ہے، اور بریلویت کے بہت سے اندرونی اسرار کو ظاہر کرنے والا ہے۔ یہ جب شائع ہوا تو بہت مقبول ہوا، اور اس کے تین اڈیشن فوراً نکل گئے، اب یہ چوتھا اڈیشن شائع ہو رہا ہے۔

مولانا محمد اسرائیل صاحب قاسمی ہیں تو بہت متین و سنجیدہ مگر ان کی تحریر بڑی نوک جھونک والی ہوتی ہے، اور اپنے مخالف کو پوری طرح اپنی گرفت میں لے لیتے ہیں، اس کے خلاف ایسی ایسی حجتیں اور دلیلیں قائم کرتے ہیں اور شواہد مہیا کرتے ہیں کہ یا تو وہ تلملاتا ہے یا میدان چھوڑ کر بھاگتا ہے یا گالیاں دیتا ہے، حق کا قبول کرنا اس فرقہ میں چونکہ شاذ و نادر ہے، اس وجہ سے مولانا محمد اسرائیل صاحب کے مقابل پر یہی تین حالتیں طاری ہوتی ہیں۔

ناظرین کتاب پڑھیں اور لطف اٹھائیں۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مولانا محمد اسرائیل صاحب کی اس دینی خدمت کو قبول فرمائے، باطل فرقوں کا مقابلہ اس زمانہ میں ایک جہاد ہے، اگر نیت خالص ہو تو اللہ کے یہاں ایسے مجاہدین کا بڑا مقام ہے۔

محمد ابوبکر غازی پوری

۱۳ر فروری ۲۰۰۱ء

Scanned by CamScanner

# سخنہائے گفتنی

ہماری زلزلہ انگیز اور قیامت خیز کتاب (زلزلہ قیامت) کے رد عمل میں مفتی صاحب نے محض عوام کو گمراہ کرنے کے لئے اپنے صد سالہ موروثی فن یعنی تحریف وخیانت اور بد دیانتی کا وہی گھناؤنا مظاہرہ کیا ہے جو دین و دیانت کے دشمن اور کذب وخیانت کے ماہر اعلیٰ، ادنیٰ سبھی مسلسل کرتے چلے آرہے ہیں، اور آج بھی رضاخانی مذہب کے ٹھیکہ داروں کیلئے اس کے سوا کوئی اور چارۂ کار ہی نہیں کیونکہ بغیر اس کے رضاخانیت کے وجود کا تصور ہی ناممکن ہے۔

کیا ہزار جواب کے باوجود بھی شیعوں کے لایعنی اعتراضات کا گندہ سلسلہ بند ہوگیا؟ اور کیا آج بھی کوئی شیعہ مجتہد ان اعتراضات کو اپنے مخصوص انداز میں بیان کرکے داد تحسین وصول نہیں کرتا؟ اور کیا بغیر تبرا بازی کے کسی شیعہ مجتہد کی کوئی قیمت سمجھی جاتی ہے؟ اور کیا دنداں شکن جوابات کے باوجود حضرت سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر یہ کہکر کیچڑ نہیں اچھالی جاتی؟ کہ انھوں نے حسبنا کتاب اللہ کہہ کر معاذ اللہ نہایت اہم دینی باتیں اور ضروری وصیت نامہ کے لکھے جانے کی سخت مخالفت کی اور حدیث کا معاذ اللہ انکار کردیا، کیا بخاری شریف کی حدیث جس میں "اَھَجَرَ استفہموہ" کے الفاظ ہیں انکی آڑ میں یہ بکواس نہیں کی جاتی کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ آنحضور صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو مرض الوفات میں معاذ اللہ ہذیان ہوگیا یعنی غیر معقول باتیں اور بکواس کرنے والا کہا؟ جو رسول کی کھلی توہین ہے۔ حدیث کا انکار

Scanned by CamScanner

اور رسول کی توہین کرکے معاذاللہ وہ کافر و مرتد ہوگئے، اور اس میں جو بھی
ان کا ہمنوا ہے اس کا بھی حکم یہی ہے اور اس طرح معاذاللہ تقریباً تمام صحابہؓ
خارج از اسلام ہیں وغیرہ وغیرہ۔

دشمنانِ صحابہؓ کی ان تمام لایعنی باتوں کے جوابات جو کل تھے وہ آج
بھی ہیں، کہ آپؐ نے یہ امتحان کے طور پر کہا تھا اور حسبنا کتاب اللہ کہنے والا
اس امتحان میں شاندار کامیاب ہوا کیونکہ نبی سے یہ ممکن نہیں کہ وہ کسی کے نہ
چاہنے سے دین کی کوئی بات بیان نہ کرے ورنہ نظام دین درہم برہم ہو کر
رہ جائے گا جو حقیقت میں در پردہ رسول کی مقدس ذات پر حملہ ہے، نیز اس
امتحان میں یہ اشارہ ملا کہ شاید اب بہت جلد آپ داغ مفارقت دینے والے
ہیں لہذا کہا گیا۔ اھجرا ستفھموہ "کیا جدائی کا وقت قریب ہے ذرا
آپ سے دریافت تو کرو؟" "ھجر" کے معنی جدائی کے بھی ہیں اور نیند یا
مرض میں بکواس کرنے کے بھی، موقعہ کے مناسب صحیح اور اچھے معنی مراد
لینے میں چونکہ باطل پرستوں کے لئے جھوٹے الزامات اور گندے اعتراضات کی
کوئی گنجائش نہیں رہتی، اسلئے وہ اپنے باطل مذہب کی حمایت میں صحیح بات
کو بگاڑ کر پیش کرنے پر مجبور ہیں اور ہمیشہ گلا پھاڑ پھاڑ کر چلاتے رہتے ہیں کہ
ہمارے اعتراضات اب تک لاجواب ہیں۔

ماشاءاللہ مذہبی یگانگت کے باعث مفتی صاحب میں بھی یہ ساری خوبیاں
بدرجہ اتم موجود ہیں۔

یہ بات ہمیں پہلے اور بہت پہلے معلوم ہو چکی تھی کہ مفتی شریف الحق صاحب
گھوسوی ہماری کتاب "زلزلہ قیامت" کا جواب لکھ کر طویل سفر پر افریقہ
چلے گئے ہیں، جو کتابت کے مرحلے سے گذر کر کسی اور کے نام سے منظر عام پر آئیگی
اور ہم نے یہ پیشین گوئی بھی پہلے ہی کردی تھی کہ اب مفتی صاحب کسی دوسرے

ہی کے کندھے پر بندوق رکھ کر ہوائی فیر کر جائے گے چنانچہ ایسا ہی ہوا ان کی یہ کتاب بنام (علماء دیوبند علماء اسلام کی نظر میں) ایک غیر معروف آدمی کے نام سے شائع ہوئی، لیکن مہینوں گذر جانے کے بعد بھی اس کو آج کوئی پوچھنے والا نہیں ہے، نیز ہم نے یہ بھی لکھدیا تھا کہ ہر حال میں ہمارا خطاب مفتی ہی صاحب سے رہے گا۔

مفتی صاحب کے خیال شریف میں گھوسی کے دیو بندیوں میں کبھی کسی طرح کی کوئی ہمت ہی نہیں رہی، لیکن تعجب ہے آج اس رضاخانی شیر کی جرأت پر کہ خود کتاب لکھ کر اپنا نام دینے کی ہمت نہ کی ہے

خوب پردہ ہے کہ چلمن سے لگے بیٹھے ہیں
صاف چھپتے بھی نہیں سامنے آتے بھی نہیں

مفتی صاحب نے اپنی اس کتاب میں جتنی باتوں کو جس طرح بھرتی کیا ہے یہ ان کا اپنا مذہبی ہنر ہے، جو قابل داد ہے، وہ یہ کہ آدمی دین و دیانت کا دشمن بن جائے، دجل و فریب کا پتلا بنجائے، کذب و افترا کا مجسم بن جائے، شرم و حیا کو بالائے طاق رکھدے، مغلظات اُگلنے میں یکتا ہو جائے، قرآن و حدیث میں ڈٹ کر تحریف کرے، آخرت کے حساب و کتاب کا بھولے سے بھی کبھی خیال نہ لائے، یہ وہ زریں اوصاف ہیں جو رضاخانی مذہب کے ٹھیکہ داروں کا خاص سرمایہ ہیں، اور یہ اوصاف اس وقت نکھر کر خود بخود سامنے آجاتے ہیں جب یہ آپس میں دست و گریباں ہوتے ہیں۔ اب ان خوبیوں کی حامل کتابوں کا ترکی بترکی جواب بھلا کسی انسان سے ممکن ہے؟ اس کے صحیح علاج کیلئے تو قدرت نے ایک دوسرا عالم اور ایک دوسری مخلوق پیدا فرمائی ہے، لہذا یہ شور مچانے کا موقعہ تو زندگی بھر ہے کہ ہماری فلاں فلاں کتابوں کا جواب ابتک نہیں دیا گیا۔

حالانکہ واقعہ یہ ہے کہ اول روز سے آج تک کی ان کی تمام باتوں کے دندان شکن اور مسکت جوابات بارہا دیے جاچکے ہیں، مگر یہ اپنے مخصوص ہنر کی وجہ سے ابتک زندہ ہیں اور آج ہم سے بھی جواب کا مطالبہ ہے جس کا واحد مقصد یہ ہے کہ ہم جواب دیتے رہیں اور وہ پینترا بدل کر یہ کہتے رہیں کہ ابھی جواب نہیں ہوا، اور اس طرح سنیت اور حنفیت کے فرضی دعوے کے ذریعہ خانصاحب کے شیعی مذہب پر دبیز پردہ پڑا رہے۔ تم چنانچہ ایک موقعہ پر بڑا زوردار مطالبہ کررہے ہیں، جس کا واقعہ یہ ہے کہ رامپور میں مولانا عبدالحق صاحب خیرآبادیؒ سے خانصاحب کی ملاقات کے دوران باہم جو گفتگو ہوئی ہے اس کا خلاصہ پیش کرتے ہوئے ہم نے اپنی کتاب "زلزلہ قیامت" کے صفحہ ۲۶ پر احمد رضا نمبر ص ۲۳۲ کے حوالہ سے یہ عبارت پیش کی ہے کہ :۔ دوران گفتگو علامہؒ نے خانصاحب سے دریافت کیا کہ کتابیں کس فن میں تصنیف کرتے ہیں، خانصاحب نے کہا جس مسئلہ دینیہ میں ضرورت دیکھی اور رد وہابیہ میں، علامہ نے فرمایا کہ آپ بھی رد وہابیہ کرتے ہیں، ایک وہ ہمارا بدایونی خبطی ہے کہ ہر وقت اسی خبط میں مبتلا رہتا ہے۔ احمد رضا نمبر ص ۲۳۲

یہ اشارہ مولانا عبدالقادر بدایونی کی طرف تھا، اب مفتی صاحب کی بے حیائی اور ہٹ دھرمی دیکھیے کہ اس عبارت کو نقل نہیں کیا کیونکہ اس سے صاف واضح ہوجاتا ہے کہ مولانا عبدالحق صاحب خیرآبادیؒ کے نزدیک رد وہابیہ کرنے میں خانصاحب دوسرے نمبر کے خبطی ہیں بلکہ وہ عبارت نقل کی جو احمد رضا نمبر میں نہیں ہے، اور پھر لکھتے ہیں کہ: مذکورہ بالا مضمون احمد رضا نمبر میں دکھادیں تو میں خط غلامی لکھانے کو تیار ہوں ص ۶۲ دیکھا آپ نے مفتی صاحب کی پینترا بازی۔

اگر مفتی صاحب یہ نہ سمجھ سکے اور نہ دیکھ سکے کہ احمد رضا نمبر کی عبارت کتنی ہے، تو اس کی وجہ وہ تو نہیں جو محمد ہاشمی کچھوچھوی نے اپنی کتاب (لفظاً کملی) میں لکھی ہے کہ: مگر تبدیلی حالات و احوال نے حیرت انگیز طور پر مفتی صاحب کو زوال آشنا کر دیا، پہلے تو ظاہری بینائی میں ایک آنکھ نے بالکلیہ بینا فریضہ انجام دینا ختم کر دیا۔ اور دوسری بھی کمزور ہونے لگی، آگے لکھتے ہیں کہ: جانبداری اور عصبیت نے ان کے خطاب عظیم "فقیہ العصر" کو بے اثر کر دیا اور یہ خطاب ان سے وابستہ ہو کر اپنی معنوی خوبیوں کو کھو بیٹھا وہ فقیہ العصر کے بجائے ایک عام مفتی نظر آنے لگے۔ مگر اب تو انھیں عام مفتی کہتے ہوئے بھی ڈر لگتا ہے کیونکہ (فرضی) امام اہلسنت مجدد ملت اعلیٰ حضرت امام احمد رضا کے ارشاد کے مطابق وہ بھی "جہلاء میں ہیں احکام شریعت کے مطابق ہی زیر نظر کتاب میں (مفتی شریف آج کی جہالت) کا عنوان قائم کیا گیا ہے، راقم الحروف امام احمد رضا کی بارگاہ بیکس پناہ میں اپنی غلطی سے معافی کا خواستگار ہے، میری غلطی یہ ہے کہ اعلیٰ حضرت کے نزدیک جو جاہل ہوا ہے میں نے نائب مفتی اعظم ہند، استاذ العلماء فقیہ العصر اور نہ جانے کیا کیا لکھ دیا، لہٰذا میں بے جھجک بے کھٹک اور بلا تاویل و توجیہ اپنی اس غلطی کا اعتراف کرتا ہوں اور امید کرتا ہوں کہ اکابر اہلسنت کی روحانیت اور ان کا فیضان کرم اب دوبارہ کسی جاہل کو (فقیہ العصر) لکھنے سے مجھے انشاء اللہ تعالیٰ ضرور روکے گا (لفظاً کملی صفحہ ۱۱،۱۰)

مفتی صاحب کے ایک دوسرے مذہبی برادر "مفتی مطیع الرحمٰن" کی کتاب "حرف آخر" کے صفحہ ۱۵ پر ہے کہ: مفتی شریف الحق صاحب مخبوط الحواس اور مختل الدماغ ہو گئے ہیں، اور یہ اسلئے لکھا ہے کہ مفتی صاحب کے فتوے سے بعض رضا خانی کافر قرار پاتے ہیں، اور یہ صحیح ہے کہ رات دن کا فر کافر

کی رٹ لگانے والا کوئی مخبوط الحواس اور مختل الدماغ ہی ہو سکتا ہے،
چاہے وہ آنقدر ہو یا اینقدر۔

شاید یہی وجہ ہے کہ مفتی صاحب جواب سے عاجز ہو کر ماں کی گالی دینا بھی اپنا کمال سمجھتے ہیں، چنانچہ ہم نے اپنی کتاب (زلزلۂ قیامت) کے ص۳۲ پر لکھا ہے کہ خانصاحب نے خود ہی حضرت شہیدؒ کی تکفیر سے منع کیا ہے، اور اسی میں سلامتی بتلائی ہے، لہذا اگر کوئی رضا خانی حضرت شہیدؒ کی تکفیر کے درپے ہوتا ہے تو وہ بقول خانصاحب کے خود ہی سلامتی سے دور اور بھلائی سے محروم ہے، اس پر مفتی صاحب ارشاد فرماتے ہیں کہ:
اسرائیلی صاحب اگر آپ کی ماں نے دھوکہ نہیں کھایا ہے تو دکھاؤ مجدد اعظم اعلیٰ حضرت نے کہاں اسمٰعیل دہلوی کی تکفیر سے منع کیا ہے ص۵۵

بصارت و بصیرت کے دیوالیہ اور آنکھ و دماغ کے زوال کے بعد آدمی کیا دیکھ اور سمجھ سکتا ہے، مگر ہمیں تو دکھانا ہے، چنانچہ احمد رضا خاں بریلوی نے یہ لکھا ہے کہ: علماء محتاطین انھیں (یعنی حضرت مولانا شاہ اسمٰعیل شہید دہلویؒ) کو کافر نہ کہیں یہی صواب ہے وھو الجواب، وبہ یفتیٰ، وعلیہ الفتویٰ وھو المذھب وعلیہ الاعتماد وفیہ السلامۃ وفیہ السداد یعنی یہی جواب ہے اور اسی پر فتویٰ ہوا اور اسی پر فتویٰ ہے اور یہی ہمارا مذہب اور اسی پر اعتماد اور اسی میں سلامت اور اسی میں استقامت۔
تمہید ایمان مع خلاصہ ص۴۲ مطبوعہ بریلی ص۵۴ برقی پریس کانپور، اور آگے یہ بھی لکھتے ہیں کہ: اور امام الطائفہ (اسمٰعیل دہلویؒ) کے کفر پر بھی حکم نہیں کرتا کہ ہمیں ہمارے نبی صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے اہل لاالٰہ الااللہ کی تکفیر سے منع فرمایا ہے ص۴۳ ص۵۵ اگر مفتی صاحب کے نزدیک ان کے اعلیٰ حضرت جھوٹے ہیں اور صرف تقیہ میں یہ لکھدیا ہے، تو پھر ہم نے کب یہ کہا ہے کہ احمد رضا بریلوی

کسی سچے آدمی کا نام ہے اگر مفتی صاحب نے ماں کی گالی دیکر اپنے رضا خانی مفتی ہونے کا ثبوت دیا ہے تو ہونا ہی چاہیئے، آخر خاں صاحب نے بھی تو اللہ تعالیٰ کو معاذ اللہ گالیاں دیکر اپنے اعلیٰ حضرت ہونے کا ثبوت دیا ہے، جن کا نقل کرنا بھی ایمانی غیرت کے خلاف ہے، لیکن نقل کفر کفر نباشد کے طور پر مجبوراً نقل کرنا ہی پڑتا ہے اور وہ بھی چند ہی الفاظ نقل کریں گے، چنانچہ خانصاحب اپنی کتاب کوکب شہابیہ اور سبحان السبوح کے علاوہ فتاوی رضویہ میں بھی لکھتے ہیں کہ: خدا وہ ہے جس کا بہکنا، غافل ہونا، ظالم ہونا، حتیٰ کہ مرجانا، ناچنا، تھرکنا، نٹ کی طرح کلا کھیلنا، عورتوں سے جماع کرنا، لواطت کرنا جیسی بے حیائی کا مرتکب ہونا حتیٰ کہ خود مفعول کی طرح مخنث بننا، سب ممکن ہے فتاوی رضویہ جلد اول صفحہ ۴۵،

خاں صاحب کا دن رات کا یہی محبوب مشغلہ تھا کہ طرح طرح کی گندی اور کفری عبارتیں گھڑ کر بھوہڑ گالیاں بک کر ازراہِ افترا، علماء حق کی طرف منسوب کرتے رہتے تھے، یہ ان کی فطرت تھی اور آدمی اپنی فطرت سے مجبور ہوتا ہے اور خود مولانا نقی علی خانصاحب بے چارے بھی تنگ تھے، چنانچہ وہ افسوس کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ: سچ ہے ناخلف اولاد مار آستین ہے اس کی پرورش جان کو ضائع کرتی ہے، سرور القلوب قدیم صفحہ ۱۱۶ جدید صفحہ ۱۴۲

مفتی صاحب کے پاس کوئی علمی مواد تو ہے نہیں، اگر کچھ میٹریل لکھتے بھی ہیں تو وہ صرف بے تکی تک بندی، چنانچہ ارواح ثلثہ کے حوالے سے حجۃ الاسلام حضرت مولانا محمد قاسم صاحب نانوتویؒ بانی دارالعلوم دیوبند کے بارے میں صفحہ ۱۸ پر لکھتے ہیں کہ: "جب ان کی پیدائش ۱۲۴۸ھ میں ہے تو پھر "خورشید حسن" یہ ان کا تاریخی نام کیسے صحیح ہوا کیونکہ اس کے اعداد ۱۲۳۸ ہوتے ہیں، لیکن صفحہ نمبر دینے کی جرأت نہیں کی تاکہ

وہاں جو حقائق مذکور ہیں ان میں مفتی صاحب کی بددیانتی کو کوئی تھوڑا دیکھ لے،
بہرحال واقعہ ترجیح ہے کہ آپ کی پیدائش کا سن ۱۳۲۰ھ ہی ہے لیکن بجائے
خورشید حسن کے صحیح تاریخی نام خورشید حسین ہے جو ارشیف پرچہ دارالعلوم
دیوبند نمبر کے ص۲۶ اور بانی دار العلوم دیوبند ص۳۱ اور سوانح قاسمی جلد اول
ص۱۹۵ پر دو جگہ مرقوم ہے، جس کے اعداد ۱۳۲۰ ہوتے ہیں، اور واضح ہو کہ
ص۲۹۱ پر خورشید حسن کتابت کی غلطی ہے۔

ممکن ہے مفتی صاحب نے اور کتابیں نہ دیکھی ہوں، کیونکہ پیدا ہوتے ہی
رضا خانیوں کی آنکھوں پر تو تیلی کے بیل کی طرح زبردستی مضبوط پٹی باندھ
دی جاتی ہے کہ تا زندگی اس کو دائیں بائیں کی کچھ خبر ہی نہ رہے، ورنہ بغرض
طلب حق اور بنظر انصاف علماء دیوبند کی کتابیں دیکھنے والا خوش نصیب آدمی
تو خانصاحب کے دین و مذہب سے فوراً تائب ہو جاتا ہے آج اسی جرم میں مولانا
ظفر ادیبی صاحب بھی تکفیر کی بھٹی میں جل رہے ہیں۔

اور اگر جان بوجھ کر ایسا کیا ہے تو ایسا تو ان کو کرنا ہی چاہیے، آخر اسی
طرح تو خانصاحب بھی اعلیٰ حضرت بنے ہیں۔ اب اگر مفتی صاحب نے اس طرح
اپنا کمال دکھلایا ہے تو پھر ان کی تفریح طبع کے لئے کچھ ہم بھی کہنا چاہتے ہیں، وہ
یہ کہ خاں صاحب کے تمام سوانح نگاروں کا یہ متفقہ بیان ہے کہ ان کی پیدائش سنہ ۱۲۷۲ھ
میں ہے اور مولانا نقی علی خانصاحب کی کتاب "الکلام الاوضح" جو خانصاحب کے
لڑکے مصطفےٰ رضا خاں کی دلی خواہش پر طبع ہوئی ہے، جس کی کتابت کے سلسلہ میں
وجیہ الدین قادری "عرض حال" کے ذیل میں لکھتے ہیں کہ نقطہ نقطہ شوشہ شوشہ
کی صحت کا خاص خیال رکھا گیا ہے، خانصاحب اس کتاب کے ص۷ پر اپنے والد
کی پیدائش سنہ ۱۲۴۶ھ بتلاتے ہیں۔ یعنی خانصاحب اپنے باپ سے چوہتر برس
پہلے پیدا ہوئے تھے اس کو مان لینے میں کچھ تامل بھی نہیں ہونا چاہیے کیونکہ یا کی

ان کراماتوں میں ایک اور کرامت کا اضافہ ہی تو ہے۔

خیر یہ تو خاں صاحب کی عجب ناز کرامت اور آپ کی مفتیانہ لیاقت کے مناسب بات ہوئی، لیکن مفتی صاحب اب ذرا ایک کام کی بھی بات بتلایئے کہ خاں صاحب کا ترجمہ مکمل ہوا ۱۳۳۰ھ میں اور اس کا تاریخی نام ہے کنز الایمان فی ترجمۃ القرآن۔ اس میں لفظ ترجمہ کے اندر اضافت کی وجہ سے یا نہیں بلکہ یقینی طور پر تہ ہے، یہ کے اعداد ۵ ہیں اور تا کے ۴۰۰، اور اس صورت میں کل اعداد ہوتے ہیں ۱۳۲۵، آخر یہاں ہم رکھتے ہیں یہ تین پانچ اور چار ہو کسی کیسی شاید اس میں لطیف تر یہ ہے کہ ۱۳۳۰ اور ۱۳۲۵ میں جتنی دوری ہے اسی قدر خاں صاحب کا ترجمہ معتبر اور صحیح تھا سے دور ہے۔ مفتی صاحب ذرا سوچ سمجھ کر کچھ ڈھنگ کی بات کہا کیجئے، کیا آپ کتابیں اس لئے لکھتے ہیں کہ دیوبندیوں کے ہاتھ نہ لگنے پائیں صرف اپنوں ہی میں جاہلوں کو بیوقوف بنانے کے لئے پھیلائی جائیں؟

مفتی صاحب ص۳۰ پر بھی لکھتے ہیں کہ بجائے اسرائیل کے اسرائیلی سے یاد کریں گے، تو یہ کون سی عجیب بات ہوئی، یہ تو خاں صاحب کی بھی عادت شریفہ تھی وہ بھی اہل حق کو اور ان کی کتابوں کا نام بگاڑنا اپنا کمال سمجھتے تھے اور اس پر ان کو بڑا فخر بھی تھا آپ بھی بہت شوق سے اپنے مذہب پر عمل کیجئے روکتا کون ہے، لیکن ہم تو آپ کو مفتی صاحب ہی سے یاد کریں گے کیونکہ نہ ہمیں اسلامی تعلیمات سے دشمنی ہے اور نہ ہم کوئی رضا خانی مفتی ہیں بلکہ ہم تو یہ دعا کرتے ہیں اور دل سے دعا کرتے ہیں کہ بار الٰہ تو ہمیں اور ہماری اولاد کو نسلاً بعد نسلٍ رافضیت کی طرح رضاخانیت کے بھی منحوس سایہ سے بچائے رکھنا جہاں دین و دیانت اور تہذیب و شرافت کا جنازہ نکالا جاتا ہے۔

اسی ص۳۰ ہی پر مفتی صاحب نے اس حصۂ زمین کو جس پر آج ہمارے خاندان

Scanned by CamScanner

کے بہت سے افراد کی بود و باش ہے کہو تہو اسے تعبیر کیا ہے شاید اس مناسبت سے کہ وہ زمین کبھی کسی بھوت ہی کی تھی، مگر عرصہ ہوا وہ اس نجاست سے پاک ہو چکی ہے، اور یہ صحیح ہے کہ یہاں کی بستی میں بھوتوں کی کمی نہیں رہی ہے، اور آج جو بعض بچے کھچے رہ گئے ہیں وہ عادت سے مجبور خبیث ٹھین کی طرح اپنوں ہی کو چمرہیا (گرمی) میں دبوچ دیتے ہیں۔

المدینۃ کالکیر تنفی خبثها۔ مدینہ بھٹی کے مثل ہے گندگی کو نکال پھینکتا ہے۔

یہاں بھی مفتی صاحب نے بد باطنی اور خباثت نفس کے باعث اپنی مذہبی خصوصیت کا گھناؤنا مظاہرہ کرتے ہوئے حدیث مذکور کو غیر محل میں فٹ کرنے کی انتہائی ذلیل مجرمانہ حرکت کی ہے، حالانکہ اس حدیث شریف کا صحیح مصداق تو وہ مفسد عناصر ہیں جو حرمین شریفین پہنچ کر بھی حج کی سعادت سے محروم رکھے جاتے ہیں، اور اپنے کرتوت کے مناسب خاطر تواضع اور محرومی کے ساتھ اپنے وطن پارسل کر دیئے جاتے ہیں، اور بعض وقتاً فوقتاً درمیان ہی سے زندہ مردہ گھوسی واپس کر دیئے جاتے ہیں، اور اگر سوء اتفاق سے اس ذریت کا کوئی یکا دکا جنت البقیع میں دفن بھی ہو گیا تو وہ ضرور اپنے صحیح مستقر بریلی وغیرہ میں اٹھا کر پھینک دیا جاتا ہے۔

محدث جلیل فقیہ عصر شیخ طریقت حضرت مولانا خلیل احمد صاحب سہارنپوری قدس سرہ کی تین مبارک تمنائیں تھیں ایک یہ کہ ابو داؤد شریف کی بے مثال عربی شرح "بذل المجہود" زندگی میں مکمل ہو جائے، دوسرے یہ کہ مدینہ منورہ میں سکونت، تیسرے یہ کہ جنت البقیع میں دفن ہونے کی سعادت ابدی نصیب ہو، شرح مکمل اور اس قدر مقبول ہوئی کہ بار بار طبع ہو کر دنیائے اسلام میں پھیل رہی ہے اور آج تمام اہل علم اس سے فیض یاب ہو رہے ہیں، المہند کے ذریعہ صاحب حسام الحرمین کی

Scanned by CamScanner

جعلسازیوں کا پردہ چاک کر دینے کی برکت سے خداوند قدوس نے اپنے حبیب صلے اللہ علیہ وسلم کے جوارِ رحمت میں بلالیا، برعکس اس کے چونکہ ماں کی نافرمانی میں حج کو صرف بہانہ بناکر ناپاک سفر کیا گیا تھا، اور دلالوں کے ذریعہ علم کا ڈھونگ رچاکر محض فریب سے دستخط حاصل کرلیے گئے تھے، جان چھوٹی لاکھوں پائے۔ یہی کیا کم تھا کر بھاگ نکلنے میں کسی طرح کامیاب ہوگئے، لہٰذا سولہ برس زندہ رہنے کے باوجود پھر کبھی جانے کی غلطی کیوں کرتے، مثل مشہور ہے۔ گیدڑ دوبارہ تاڑ کے سایہ میں پناہ نہیں لیا کرتا۔

ادھر قدرت نے حضرت سہارنپوریؒ کی دو تمناؤں کو پوری فرماکر تیسری تمنا کی بھی تکمیل کیلئے مطمئن فرما دیا، اور پھر اس کو بھی پوری کر کے دنیا پر روشن فرما دیا کہ وہ خدا و رسول کی بارگاہ میں کتنے مقرب اور کن خوش نصیب لوگوں میں سے ہیں، تاکہ جس طرح رافضی حضرات شیخین رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے جلتے ہیں اسی طرح روافض نواز گروہ بھی جل بھن کر ہمیشہ گالیاں ہی بکتا رہے۔

دارالعلوم دیوبند کے ذریعہ بےشمار دینی خدمات سے متعلق ہم نے لکھا کہ قدرت نے علماء دیوبند کو قرآن وحدیث، فقہ و تفسیر اور دیگر تمام اسلامی علوم و فنون میں تصنیف و تالیف وغیرہ کے ذریعہ عظیم دینی خدمات کی توفیق اور قبولیت سے ایسا نوازا کہ آج پوری دنیائے اسلام اس سے مستفیض و مستفید ہو رہی ہے، مجموعی حیثیت سے علماء دیوبند کا یہ وہ عظیم کارنامہ ہے جس کی مثال نہیں، مفتی صاحب اس پر لکھتے ہیں کہ مطبع نولکشور میں اس سے بھی زیادہ کتابیں چھپی ہیں جب ان کے نزدیک کتاب کا مصنف اور پریس کا مالک دونوں برابر ہی ہوتے ہیں تو پھر خانصاحب کی کتابوں کی لمبی لمبی فرضی فہرست دیکر فضول کام کیوں کیا جا رہا ہے، مفتی صاحب کے نزدیک تو گلبہار پریس کا مالک کھرپتو اور خاں صاحب دونوں ہی برابر ہوئے رضاخانی مفتی بھی تعصب سے بھری عجیب کھوپڑی رکھتے ہیں۔ مولانا نقی علی خانصاحب

لکھتے ہیں اور بالکل صحیح لکھتے ہیں کہ :

"تعصب آدمی کی عقل کھو دیتا ہے" ، (اوضح ص٣٠ سرور القلوب ص٤٩ جدید ص٣٠) ۔

مفتی صاحب کو اس کا بڑا قلق ہے کہ دیوبندی ان کے جھانسے میں نہیں آتے صرف اپنے ہی علماء کی باتیں کیوں مانتے ہیں اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ اس حقیقت سے بخوبی واقف ہیں کہ جہاں رضا خانیت آگئی ہے وہاں عقل ماری جاتی ہے اور قرآن و سنت سے نفرت لازم اور مولانا نقی علی خاں صاحب لکھتے ہیں کہ :

"بے پیروی محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے کوئی دولت ہاتھ نہیں آتی" (اوضح ص٢٢١) جو قرآن کی پیروی کریگا نہ دنیا میں بہکے گا اور نہ آخرت میں بدنصیب رہے گا، (اوضح ص٢٢٣) مفتی صاحب کو بڑا فخر ہے کہ انھوں نے ہمارے مقابلہ میں اپنی ذہنیت وفطرت کا وارث ایک جم غفیر پیدا کر دیا ہے، آخر ایک کے مقابلہ میں کسی لاؤ لشکر کی کیا ضرورت، تین سو تیرہ کے مقابلہ میں ہزار کی جو درگت بنی اس کو کون نہیں جانتا، بات دور جا چکی، کہنا یہ ہے کہ آج سے بہت پہلے بھی یہ کام ہو چکا ہے کہ ---- "خدا کی عظیم کتاب قرآن کریم کو داغدار بنانے کے لئے یہ ناپاک سازش رچی گئی کہ سب سے پہلے امت کے مقدس گروہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم ہی کو مطعون کر دیا جائے، اس ناپاک مقصد کیلئے زیادہ سے زیادہ فرضی روایتیں گھڑی گئیں، اور حب اہل بیت کی آڑ میں خوب پروپگنڈے کئے گئے جس کے نتیجے میں غیر تربیت یافتہ نو مسلم طبقہ متاثر ہوا، اور اس طرح اسلام ہی کے نام پر اسلام کا ایک زبردست دشمن معرض وجود میں آ گیا ۔"

آج اسی سبائیت کی یہ کارستانی اور ناپاک سازش ہے کہ حضرت شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلویؒ ، حضرت شاہ عبد القادر صاحب محدث دہلویؒ اور حضرت شاہ رفیع الدین صاحب محدث دہلویؒ وغیرہ کے معتبر اور قابلِ صد اعتماد ترجموں کو گمراہ کن اور توہین آمیز قرار دیا جا رہا ہے، اور عوام کو یہ باور کرایا جا رہا ہے کہ

قرآن کے اندر اللہ جل شانہ، اور حضور اکرم صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے متعلق بہت سارے ایسے الفاظ ہیں جن کا فارسی یا اردو زبان میں ترجمہ کر دینے سے خدا ورسول کی شان میں گستاخی اور توہین ہوتی ہے، لہٰذا ان کا ترجمہ کرنا صحیح نہیں ہے، بلکہ ان الفاظ کو عربی ہی زبان کے پردے میں رکھنا ضروری ہے، اس سلسلہ میں بیسیوں کتابچے اور مضامین لکھے گئے ہیں لیکن ہم بغرض اختصار بعض ہی کے حوالے دیں گے اور زیادہ تر حوالے مولوی رضاء المصطفےٰ صاحب گھوسوی مقیم حال پاکستان کراچی کی کتاب "غلط ترجموں کی نشاندھی" کے ہونگے، چنانچہ وہ لکھتے ہیں کہ: اگر قرآن کریم کا لفظی ترجمہ کر دیا جائے تو اس سے بیشمار خرابیاں پیدا ہوں گی، کہیں شان الوہیت میں بے ادبی ہوگی تو کہیں شانِ انبیاء میں اور کہیں اسلام کا بنیادی عقیدہ مجروح ہو گا ص۱۳ حالانکہ لفظی ترجمہ کا تو مطلب ہی یہ ہوتا ہے کہ ایسے الفاظ سے ترجمہ کیا جائے جو معناً اصل زبان کے الفاظ سے پورے طور پر میل کھاتے ہوں، خصوصاً قرآن کے سلسلہ میں علماء اہل حق نے ہمیشہ لفظی ہی ترجمہ کو اس لئے ترجیح دی اور بہتر اور دیانتدارانہ سمجھا ہے کہ اس سے مترجم ترجمہ میں لفظی تصرف سے محفوظ رہتا ہے، اور ترجمہ پڑھنے والا بھی اپنی استعداد کے مطابق آسانی سے یہ محسوس کر سکتا ہے کہ اس موقعہ پر قرآن کے اندر کن معانی کے حامل الفاظ نازل فرمائے گئے ہیں، لیکن رضاخانی علماء قرآن وحدیث سے ناواقف عوام کو یہ سمجھا رہے ہیں کہ لفظی ترجمہ یعنی قرآن کے الفاظ کا صحیح ترجمہ کر دینے سے بیشمار خرابیاں پیدا ہوتی ہیں، خدا اور رسول کی شان میں گستاخی اور بے ادبی ہوتی ہے۔ اور کہیں اسلام کا بنیادی عقیدہ مجروح اور پائمال ہو جاتا ہے، کیا یہ خود خدا پر بہتان اور افتراء نہیں ہے کہ اس نے قرآن میں بیشمار ایسے نامناسب عربی الفاظ نازل کر دیئے ہیں کہ ان کا صحیح لفظی ترجمہ کرنا بہت بڑی مصیبت اور گمراہی کا سامان ہے کیونکہ ان الفاظ سے خدا اور رسول

کی توہین ہوتی ہے اور اسلام کا بنیادی عقیدہ درہم برہم ہو جاتا ہے
یہ صرف خاں صاحب کے محرف ترجمہ پر پردہ ڈالنے کے لئے قرآن کا اعتماد
ختم کر کے عوام کو سبائیت اور رافضیت کا ایک نیا درس دیا جا رہا ہے، کیا
قرآن کے بارے میں ایسا گندا تصور اور ایسی کفری باتیں روافض اور دشمنان
قرآن کے سوا کسی اور سے بھی ممکن ہیں ؟ نیز اس عبارت سے رضا خانیوں کا
یہ عقیدہ بھی معلوم ہو گیا کہ شان الوہیت اور شان انبیاء اور چیز ہے اور اسلام
کا بنیادی عقیدہ اور چیز، یعنی شان الوہیت اور شان انبیاء میں گستاخی اور
بے ادبی سے رضا خانیوں کے اسلام کا بنیادی عقیدہ مجروح نہیں ہوتا، استغفر اللہ
ثم استغفر اللہ ایک اور جگہ بھی لفظی ترجمہ کی آڑ میں قرآن کا یوں مذاق اڑایا جا رہا
ہے، لکھتے ہیں کہ :

ایک زبان سے دوسری زبان میں لفظی ترجمہ کر دینا کچھ مشکل نہیں بلکہ یہ
بہت ہی آسان کام ہے، کسی بھی درخواست کا لفظی ترجمہ تو عرائض نویس بھی فوراً
کر دیتے ہیں ص ۳

قرآنی الفاظ سے نفرت کا ذہن پیدا کرنے کے لئے ایک اور مقام پر یہ
لکھتے ہیں کہ :

قرآنی الفاظ ، استویٰ - استہزاء - وجہ اللہ، کا ترجمہ کرنے
کیلئے اردو میں ایسا کوئی لفظ نہیں کہ لفظی ترجمہ کر کے مترجم شرعی گرفت سے محفوظ
رہ سکے ص ۱۴ ، یعنی خدا کے بارے میں قرآن کے اندر یہ وہ خطرناک اور ناقابلِ
برداشت الفاظ ہیں کہ ان کا ترجمہ کر دینے والا شرعی مجرم ہے ، اور جن لوگوں
نے ترجمہ کیا ہے ان کے بارے میں لکھتے ہیں کہ :

دیگر مترجمین نے خالق کو مخلوق کے درجہ میں لا کھڑا کیا ہے ص ۱۴ .

ان الفاظ کے معنی کیا ہیں کہ ترجمہ کر دینے سے خالق اور مخلوق میں کوئی فرق

Scanned by CamScanner

نہیں رہ جاتا ؟ استویٰ کے معنی قائم ہونا۔ بیٹھنا وغیرہ استھزاء کے معنی کسی کا مذاق اڑانا، وجہ کے معنی چہرا، مولانا نقی علی خاں صاحب رضاخانی ہفوات کی کچھ پرواہ نہیں کرتے اور نہ انکو اس طرح کے الفاظ کا ترجمہ کرنے میں کوئی تامل ہے، وہ لکھتے ہیں کہ، پروردگار قیامت کے دن اپنی کرسی پر واسطے فیصلہ بندوں کے بیٹھے گا، اوضح صـ۲۱ خدائے تعالیٰ فرماتا ہے، اے فرزند آدم اگر تو مجھے دل میں یاد کرے میں بھی تجھے دل میں یاد کروں، اوضح صـ۳۹۱ اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جب بندہ مجھ سے نزدیکی چاہتا ہے میں اسے دوست رکھتا ہوں اور جب میں اسے دوست رکھتا ہوں تو اس کا کان اور آنکھ اور زبان ہوجاتا ہوں، اوضح صـ۲۰۳، ایک کامل بیمار ہوئے پیغمبر وقت کو حکم ہوا کہ میں بیمار ہوا تو تے مجھے نہ پوچھا صـ۲۰۳ خدا کا ہاتھ جماعت پر ہے صـ۲۲۳۔

حدیث قدسی میں آیا ہے، جب میں بندہ کو دوست رکھتا ہوں تو اس کا کان ہوجاتا ہوں کہ مجھ سے سنتا ہے اور اس کی آنکھ ہوجاتا ہوں کہ مجھ سے دیکھتا ہے اور اس کا پاؤں ہوجاتا ہوں کہ مجھ سے چلتا ہے اور اس کا ہاتھ ہوجاتا ہوں کہ مجھ سے پکڑتا ہے اوضح صـ۴۳ ۔ مولانا موصوف اللہ تعالیٰ کے لیے، ہاتھ پاؤں آنکھ کان زبان بیمار ہونا اور کرسی پر بیٹھنا یہ سارے الفاظ استعمال کررہے ہیں اور رضاخانیوں کے نزدیک اللہ تعالیٰ کے حق میں اس طرح کے اردو کے الفاظ لکھنے والا گستاخ اور شرعی مجرم ہے۔

مفتی صاحب کو تو یہ سمجھ میں آیا کہ، علماء دیوبند علماء اسلام کی نظر میں کیا ہیں لیکن خاں صاحب کے والد مولانا نقی علی خاں صاحب کتنے بڑے وہابی گستاخ بے ادب اور شرعی مجرم ہیں یہ نہیں سوچا۔

اور مولانا نقی علی خاں صاحب کا حال یہ ہے کہ وہ بزرگان دہلی کی پیروی میں لفظی ہی ترجمہ میں قرآن کا صحیح حق اور ادب سمجھتے ہیں اور شاید ان کے زمانہ میں

بھی رضاخانی ذہنیت کے کچھ سرپھرے بدعتی پائے جاتے تھے، جن کی نظر قرآن کے صرف ظاہر الفاظ پر تھی اور انکو بھی قرآن کے ظاہر الفاظ سے گھن آتی تھی، اور لفظی ترجمہ کو گمراہ کن سمجھتے تھے، ایسوں کو بائے حقارت سے ٹھکراتے ہوئے لکھے ہیں کہ: مغز قرآن اور اصل مطلب اس کا ہم اہلسنت و جماعت نے دریافت کیا اہل بدعت واھوار کو سوا استخواں کے کچھ ہاتھ نہ آیا، اوضح ص ۲۲۰ اور جو ظاہر الفاظ کی بھول بھلیاں میں پڑے اندھے ٹامک ٹوئیاں مار رہے ہیں ان نادانوں کو شریعت سے ناواقف قرار دیتے ہوئے لکھتے ہیں کہ:

نادان ہے جو اسے استخواں اور پوست سمجھے، مغز کلام وہی ہے جو حضرت صلے اللہ علیہ وسلم اور ان کے یاروں نے سمجھا اوضح ص ۲۲۱ لیکن خاں صاحب کو تو آنحضور صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے منقول صحیح اور معتبر تفسیروں سے دشمنی اور بیر ہے، اور وہ ناقابل قبول ضعیف تفسیروں کے سہارے بریلی کے بے تکے محاورہ میں اردو زبان میں اپنی امت کیلئے ایک نیا قرآن تیار کر کے تاکیدی حکم دے رہے ہیں کہ میرا دین و مذہب جو میری کتب سے ظاہر ہے اس پر مضبوطی سے قائم رہنا ہر فرض سے اہم فرض ہے، وصایا شریف۔ ص ۲۶

اور مولانا نقی علی خاں صاحب لکھتے ہیں کہ، جس کا قول قرآن و حدیث وسلف صالح کے مطابق ہو مانو اور دونوں کو اچھا جانو ہاں جس عالم کا عقیدہ فاسد ہو وہ تعظیم علم کا مستحق نہیں بلکہ: اب شیطان کا ہے کہ خلق خدا کو بہکاتا ہے، سرور القلوب قدیم ص ۱۵۰ جدید ص ۲۲۰ ہمیں مولانا نقی علی خاں صاحب کی اس سچی بات سے مکمل اتفاق ہے، کیونکہ یہ شریعت اسلامیہ کے عین مطابق ہے، مفتی صاحب کو خاں صاحب کا باطل دین و مذہب اور محرف ترجمہ قرآن مبارک ہو۔

خانصاحب کو نہ تو قرآن کا ترجمہ لکھنا تھا اور نہ کسی بھی اعتبار سے وہ اسکے اہل ہی تھے، انھیں تو ترجمہ کے ذریعہ فقہ حنفی کی مخالفت کرنی تھی، صحیح اور معتبر

تفاسیر کے مطابق بزرگان دہلی کے قابل اعتماد ترجموں کو بے اعتبار کرنا تھا، صحابہ اور حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی تفسیروں کا انکار کرنا تھا، ترجمہ میں بدعات و خرافات اور شیعی عقائد کو گھیڑنا تھا، سنیت و حنفیت کے فرضی دعوے کی آڑ میں قرآن ہی کو بے اعتبار کرنا تھا، جس پر پردہ ڈالنے کے لئے علماء حق کے ترجموں کو بہانا بنا کر درحقیقت صحابہ رض و سلف صالحین کو برا بھلا کہا جارہا ہے، جیسا کہ خود مولانا نقی علی خانصاحب کی کتابوں سے یہ حقیقت بالکل واضح ہے، اور سلف کو برا کہنے والے کون لوگ ہیں اس کو بھی انھیں سے سن لیجئے چنانچہ وہ آنحضور صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی سچی پیشنگوئیوں کو بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ:

اور رافضیوں کے ظہور سے خبر دی کہ وہ سلف کو برا کہیں گے، اور ضح ص ۲۵

بہرحال صحیح اور معتبر تفاسیر کا حامل، قابل اعتماد اور ایمان افروز ترجمہ کس کا ہے؟ اس کے برعکس سلف سے بغاوت کرتے ہوئے غلط اور گمراہ کن ترجمہ کس نے کیا ہے؟ اس حقیقت کو مولانا نقی علی خاں صاحب کی تحریروں کی روشنی میں بہت آسانی سے سمجھا جا سکتا ہے، اور ساتھ ہی اس کی بھی صاف جھلک نظر آئیگی کہ جس ترجمہ کو تفسیری ترجمہ کا پر فریب عنوان دیا جارہا ہے وہ ترجمہ نہیں ہے بلکہ اپنے نزعوات کے لئے ترجمہ کے بہانے اردو میں قرآن کی مکمل اصلاح ہے، جو بلاشبہ اپنی نوعیت کا ایک بہت بڑا عجیب و غریب رضا خانی مجددانہ کارنامہ ہے۔

خانصاحب نے جن علماء حق کو اپنے باطل مشن کی کامیابی میں روڑا تصور کیا، ان سے عوام کو متنفر کرنے کیلئے پہلے انکی بے غبار عبارتوں میں خوب خیانتیں کرکے انکی طرف گندے گندے عقائد منسوب کئے، کہیں یہ کہ معاذ اللہ آنحضور صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مرکر مٹی میں مل گئے، کہیں یہ کہ نماز میں آپ کا خیال آنے سے نماز نہیں ہوتی اور گدھے بیل کا خیال آئے تو کوئی حرج نہیں، کہیں یہ کہ جیسا علم آپ کو ہے ایسا علم تو جانور اور پاگل کو بھی حاصل ہے، کہیں یہ کہ شیطان لعین کا علم

آپ سے زیادہ ہے، کہیں یہ کہ ختم نبوت کے منکر ہیں کہیں یہ کہ خدا جھوٹ بولتا ہے وغیرہ وغیرہ معاذ اللہ ثم معاذ اللہ۔

اور پھر اپنا یہ مجرب منتر بھی پڑھ کر عوام کے دل و دماغ پر اسطرح جھنک کر دم کرتے ہیں، کہ انکا توڑ بھی کسی طرح ضرور مل جائے، وہ یہ کہ اگر علماء حق کی کتابوں کو پڑھوگے تو گمراہ ہو جاؤگے، لہذا ہمیشہ ان سے دور رہو۔

مفتی صاحب بھی وہی نحس لقمے خوب مزے لیکر بڑے اطمینان سے مسلسل چبا رہے ہیں۔

اور جو نکہ علماء حق کی جس طرح کی عبارتوں کے ساتھ یہ شیطانی ڈرامہ رچا گیا ہے، اسی طرح کی عبارتوں سے خود مولانا نقی علی خانصاحب کی بھی کتابیں بھری پڑی ہیں، اسی لئے نہ خانصاحب نے ان کا عرس کیا اور نہ آج کیا جاتا ہے، اور نہ خانصاحب کے ساتھ ان کا کچھ تذکرہ ہی کیا جاتا ہے۔

یہی وجہ ہے کہ خانصاحب تعریف کے پردے میں اپنے باپ کو نیچا ہی دکھلانے کی کوشش کرتے ہیں، چنانچہ کہتے ہیں کہ: اس گھر سے فتوے نکلتے نوّے برس سے زائد ہو گئے، دادا صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے مدت العمر یہ کام کیا، جب وہ تشریف لے گئے تو اپنی جگہ میرے والد ماجد قدس سرہ العزیز کو چھوڑا، میں نے چودہ سال کی عمر میں ان سے یہ کام لے لیا، پھر چند روز بعد امامت بھی اپنے ذمے کر لی۔ غرض کہ میں نے اپنی صغر سنی میں کوئی بار ان پر نہ رہنے دیا (وصایا ص۲) دادا نے تو زندگی بھر فتوے کا کام کیا اور ان کے بیٹے نے کچھ تعرض نہ کیا، لیکن خانصاحب بقول خود اپنی کم سنی اور لڑکپن ہی میں اپنے باپ کو فتوی نویسی اور امامت وغیرہ سے سبکدوش اور معزول کر کے خود ہی سب کے بڑے بن گئے، اور نا اہل باپ ان کا منہ تکتے ہی رہ گئے ایسا سیدھا اور بھولا باپ بھلا اپنے نالائق بیٹے کا رونا کیوں نہ روئے، لکھتے ہیں کہ: سچ ہے ناخلف اولاد مار آستین ہے اسکی پرورش جان کو ضائع کرتی ہے، سرور القلوب قدیم ص۱۱۶ جدید ص۱۷۳

مارہرہ ضلع ایٹہ کے تکیہ دار شاہ آل رسول کے ہاتھ پر باپ بیٹا دونوں ایک ہی مجلس میں بیعت ہوئے ہیں، خانصاحب لکھتے ہیں کہ بیعت کے ساتھ ہی ہم دونوں کو خلافت

بھول گئی، اور صفحہ یعنی خانصاحب بتلا رہے ہیں کہ آپ تو صرف ساڑھے تین برس قبل ۴۰ سال کی عمر میں خلافت پاسکے، اور میں ۲۰ ہی برس کی عمر میں بغیر محنت کے جھٹ پٹ خلافت پا گیا۔ مولانا نقی علی خانصاحب اپنے وفات سے دو سال پہلے اپنے انچاس برس کی عمر میں حج کیا ہے، خانصاحب لکھتے ہیں کہ وہاں کے بڑے بڑے علماء سے سند حدیث حاصل کی اور صفحہ اور خود اپنے دوسرے حج کے تذکرہ میں لکھتے ہیں کہ جب میں ماں کی سخت تاکیدی ممانعت کے باوجود (صرف حسام الحرمین پر فریب سے دستخط حاصل کرنے کیلئے) بلا ارادہ نفل حج کیلئے گیا تو وہاں کے بڑے بڑے علماء نے مجھ سے سند حدیث لی اور مرید ہوئے، (ملفوظ حصہ ۲)

بہرحال کوئی صاحب یہ نہ خیال فرمائیں کہ ہم خواہ مخواہ خانصاحب، کی طرح صرف ضد میں انکی ہر بات کو غلط ہی سمجھتے ہیں نہیں، ایسا ہرگز نہیں، بلکہ اگر کبھی غلطی سے انھوں نے کوئی سچی بات لکھ دی ہے تو ہم اسکو بڑی فراخدلی اور انتہائی فیاضی کے ساتھ خوشی خوشی صحیح تسلیم کرتے ہیں۔ جیسا کہ انھوں نے اپنے ایک خواب کی خود ہی یہ تعبیر بیان کی ہے "فضول بک" ملفوظ حصہ اول صفحہ ۱۹ یعنی خانصاحب کو خواب میں بقول خود "فضول بک" کی بشارت ملی، خواب اگرچہ محض فرضی ہی ہو مگر بہرحال خانصاحب کی بیان کردہ تعبیر ان کے حسب حال بالکل صحیح ہے لہذا ہمیں کچھ اختلاف ہے تو وہ صرف خانصاحب کی لغویات و فضولیات اور انکی محض فضول بکواس سے، نہ کہ ان کے حق میں "فضول بک" کی سچی بشارت سے، امید کہ آئندہ مفتی صاحب ذرا ہوش میں رہ کر ہی کچھ لکھا کریں گے۔

مفتی صاحب نے اپنے فرضی امام (احمد رضا) کی طرح اپنی حرماں نصیبی کے باعث انکے باطل دین و مذہب کی فضول ترویج و اشاعت ہی کو اپنا علمی کمال اور سرمایۂ حیات سمجھ لیا ہے۔ لہذا آج رضاخانیت کی گرتی ہوئی ساکھ کو دیکھ کر انھوں نے ہماری کتاب (زلزلۂ قیامت) کے رد عمل میں ایک لایعنی کتاب بنام (علماء دیوبند علماء اسلام کی نظر میں)

اُردو ترجمے ایسے ہیں جن سے خدا ورسول کی شان میں گستاخی اور توہین ہوتی ہے، اور رضا خانصاحب کا ترجمہ بالکل پاک صاف ہے، پھر کیا تھا تقابل تراجم کا ایک تانتا بندھ گیا۔

لہٰذا ہم بھی اس سلسلہ میں بطور نمونہ کے کچھ وہ ترجمے پیش کریں گے جو رضا خانیوں کے نزدیک متفقہ طور پر غلط اور توہین آمیز ہیں اور اس کے مقابلہ میں خانصاحب کا ترجمہ صحیح اور فرضی عشق رسول میں ڈوبا ہوا ہے اور کچھ نمونے تو ایسے ہونگے کہ جن کو دیکھ کر رضا خانیت کے ٹھیکہ دار سر پیٹ کر رہ جائیں گے اور کچھ وہ ہونگے کہ جن کو پڑھ کر وہ اپنا گلا گھونٹ کر مرجائیں گے

آئیں وہ ذرف نگاہی کا ہے جن کو دعویٰ
آئینہ ان کو دکھاؤں تو پشیماں ہونگے

محمد اسرائیل قاسمی
(استاد) مرقاۃ العلوم مئوناتھ بھنجن
۲۴ ذیقعدہ ۱۴۱۷ھ بروز جمعرات